سبز اشتہار

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله والسلام على عباده الذين اصطفى

حقّانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر

واضح ہو کہ اِس عاجز کے لڑکے **بشیر احمد** کی وفات سے جو ۷ - اگست ۱۸۸۷ء روز یکشنبہ مین پیدا ہوا تہا اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اُسی روز یکشنبہ مین ہی اپنی عمر کے سولہوین مہینے مین بوقت نماز صبح اپنے معبود حقیقی کی طرف واپس بُلایا گیا عجیب طور کا شور و غوغا خام خیال لوگون مین اُٹہا اور رنگا رنگ کی باتین خویشون وغیرہ نے کین اور طرح طرح کی نافہمی اور کج دلی کی رائین ظاہر کی گئین مخالفین مذہب جنکا شیوہ بات بات مین خیانت و افترا ہے اُنہون نے اِس بچّے کی وفات پر انواع اقسام کی افترا گہڑنی شروع کی سو ہرچند ابتدا مین ہمارا ارادہ نہ تہا کہ اِس پسر معصوم کی وفات پر کوئی اشتہار یا تقریر شایع کرین اور نہ شایع کرنے کی ضرورت تہی کیونکہ کوئی ایسا امر درمیان نہ تہا کہ کسی فہیم آدمی کی ٹہوکر کہانے کا موجب ہو سکے لیکن جب یہہ شور و غوغا انتہا کو پُہنچ گیا اور کچے اور سادہ مزاج مسلمانون کے دلون پر بہی اسکا مضر اثر پڑتا ہوا نظر آیا تو ہمنے محض للہ یہہ تقریر شایع کرنا مناسب سمجہا اب ناظرین پر منکشف ہو کہ بعض مخالفین پسر متوفی کی وفات کا ذکر کر کے اپنے اشتہارات و اخبارات مین طنز سے لکہتے ہین کہ یہہ وہی بچہ ہے جس کی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و ۸ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷ - اگست ۱۸۸۷ء مین یہہ ظاہر کیا گیا تہا کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور قومین اُس سے برکت پائینگی بعضون نے اپنی طرف سے افترا * کر کے یہہ بہی

* حاشیہ یہہ مفتری لیکہرام پشاوری ہے جسنے تینون اشتہار مندرجہ متن اپنے اثبات دعوی کی غرض

اپنے اشتہار مین لکہا کہ اِس بچہ کی نسبت یہہ الہام بہی ظاہر کیا گیا تہا کہ یہہ بادشاہون کی بیٹیان بیاہنے والا ہوگا لیکن ناظرین پر منکشف ہو کہ جن لوگون نے یہہ نکتہ چینی کی ہے اُنہون نے بُرا دہوکہا کہایا ہے یا دہوکا دینا چاہا ہے اصل حقیقت یہہ ہے کہ ماہ اگست ۱۸۸۷ء تک جو پسر متوفی کی ~~وفات~~ مدرسہ کا مہینہ ہے جس قدر اِس عاجز کی طرف سے اشتہار چہپے ہین جنکا لیکہرام پشاوری نے وجہہ ثبوت کے طور پر اپنے اشتہار مین حوالہ دیا ہے اُن مین سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بہی پیش نہین کر سکتا جس مین یہہ دعوی کیا گیا ہو کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تہا جو فوت ہو گیا ہے بلکہ ۸ - اپریل ۱۸۸۶ء کا اشتہار اور نیز ۷ - اگست ۱۸۸۷ء کا اشتہار کہ جو ۸ - اپریل ۱۸۸۶ء کی بنا پر اور اُسکے حوالہ سے بروز تولد **بشیر** شایع کیا گیا تہا صاف بتلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر یہہ تصفیہ نہین ہوا کہ آیا یہہ لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا کوئی اور ہے تعجب کہ لیکہرام پشاوری نے جوش تعصب مین آکر اپنے اُس اشتہار مین جو اُسکی جبلّی خصلت بدگوئی و بدزبانی سے بہرا ہوا ہے اشتہارات مذکورہ کے حوالہ سے اعتراض تو کر دیا مگر ذرا آنکہین کہولکر

سے اپنے اشتہار مین پیش کی ہین اور سراسر خیانتون سے کام لیا ہے مثلاً وہ اشتہار ۸ - اپریل ۱۸۸۶ء کا ذکر کرکے اُسکی یہہ عبارت اپنے اشتہار مین لکہتا ہے کہ اِس عاجز پر اسقدر کہُل گیا کہ لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے جو ایک مدّت حمل تک تجاوز نہین کر سکتا لیکن اِس عبارت کا اگلا فقرہ یعنے یہہ فقرہ کہ یہہ ظاہر نہین کیا گیا کہ جواب پیدا ہوگا یہہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت مین نو برس کے عرصہ مین پیدا ہوگا اِس فقرہ کو اُسنے عمداً نہین لکہا کیونکہ یہہ اُسکے مدعا کو مضر تہا اور اُسکے خیال فاسد کو جڑہ سے کاٹتا تہا پہر دوسری خیانت یہہ ہے کہ لیکہرام کے اِس اشتہار سے پہلے ایک اور اشتہار آریون کی طرف سے ہمارے تینون اشتہارات مذکورہ بالا کے جواب مین مطبع چشمہ نور امرتسر مین شایع ہو چکا ہے اُس مین اُنہون نے صاف اقرار کیا ہے کہ اِن تینون اشتہارات کے دیکہنے سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ یہہ لڑکا جو پیدا ہوا یہہ وہی مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے اِس اقرار کا لیکہرام نے کہین ذکر نہین کیا اب ظاہر ہے کہ آریون کا پہلا اشتہار لیکہرام کی اِس اشتہار کی خود بیخ کنی کرتا ہے دیکہو اُنکا وہ اشتہار جسکا عنوان حسب حال اُنکے یہہ ہے کہ ان اللہ لا یحب الماکرین منہ

اُن تینون اشتہارون کو پڑھ نہ لیا تا جلد بازی کی ندامت سے بچ جاتا نہایت افسوس ہے
کہ ایسے دروغ باف لوگون کو آریون کے وہ پنڈت کیون دروغگوئی سے منع نہین کرتے
جو بازارون مین کہڑے ہو کر اپنا اصول یہہ تبلاتے ہین کہ جہوٹ کو چھوڑنا اور تیاگنا اور سچ
کو ماننا اور قبول کرنا آریون کا دہرم ہے پس عجیب بات ہے کہ یہہ دھرم قول کے ذریعہ
سے تو ہمیشہ ظاہر کیا جاتا ہے مگر فعل کے وقت ایک مرتبہ بہی کام مین نہین آتا افسوس
ہزار افسوس اب خلاصہ کلام یہہ کہ ہردو اشتہار ۸- اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷- اگست ۱۸۸۷ء
مذکورہ بالا اِس ذکر و حکایت سے بالکل خاموش ہین کہ لڑکا پیدا ہونے والا کیسا اور کن
صفات کا ہے بلکہ یہہ دونون اشتہار صاف شہادت دیتے ہین کہ ہنوز یہہ امر الہام
کے روسے غیر منفصل اور غیر مصرح ہے + ہان یہہ تعریفین جو اوپر گذر چکی ہین ایک آنے
والے لڑکے کی نسبت عام طور پر بغیر کسی تخصیص و تعیین کے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مین
ضرور بیان کی گئی ہین لیکن اُس اشتہار مین یہہ تو کسی جگہ نہین لکہا کہ جو ۷- اگست ۱۸۸۷ء
کو لڑکا پیدا ہوگا وہی مصداق اِن تعریفون کا ہے بلکہ اِس اشتہار مین اُس لڑکے کے
پیدا ہونے کی کوئی تاریخ مندرج نہین کہ کب اور کس وقت ہوگا پس ایسا خیال کرنا کہ
ان اشتہارات مین مصداق اِن تعریفون کا اسی پسر متوفی کو ٹہرایا گیا تہا سراسر

+ حاشیہ عبارت اشتہار ۸- اپریل ۱۸۸۶ء یہہ ہے کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب ہونیوالا ہے جو ایک مدت حمل
سے تجاوز نہین کرسکتا لیکن یہہ ظاہر نہین کیا گیا جو اب پیدا ہوگا یہہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اَور
وقت مین ۹ برس کے عرصہ مین پیدا ہوگا دیکہو اشتہار ۸- اپریل ۱۸۸۶ء مطبع چشمہ فیض قادری
بٹالہ- عبارت اشتہار ۷- اگست ۱۸۸۷ء یہہ ہے- اے ناظرین مین آپکو بشارت دیتا ہون کہ وہ لڑکا
جسکے تولد کے لئے مین نے اشتہار ۸- اپریل ۱۸۸۶ء مین پیش گوئی کی تہی وہ ۱۶- ذیقعدہ مطابق
۷- اگست مین پیدا ہوگیا دیکہو اشتہار ۷- اگست ۱۸۸۷ء مطبوعہ وکٹوریا پریس لاہور- پس کیا
اِن تینون اشتہارات مین جو لیکہہ رام پشاوری نے جوش مین آکر پیش کی ہین یو تک بہی اِس بات
کی پائی جاتی ہے کہ ہم نے کبہی پسر متوفی کو مصلح موعود اور عمر پانے والا قرار دیا ہے فتفکروا فتدبروا

ہٹ دہرمی اور بے ایمانی ہے یہہ سب اشتہارات ہمارے پاس موجود ہین اور اکثر ناظرین کے پاس موجود ہونگے مناسب ہے کہ اُنکو غور سے پڑہین اور پہر آپ ہی انصاف کرین۔ جب یہہ لڑکا جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہوا تہا تو اُسکے پیدایش کے بعد صدہا خطوط اطراف مختلفہ سے بدین استفسار پُہنچے تہے کہ کیا یہہ وہی مصلح موعود ہے جسکے ذریعہ سے لوگ ہدایت پائینگے تو سب کی طرف یہی جواب لکہا گیا تہا کہ اس بارے مین صفائی سے ابتک کوئی الہام نہین ہوا ہان اجتہادی طور پر گمان کیا جاتا تہا کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو اور اُسکی وجہہ یہہ تہی کہ اس پسر متوفی کی بہت سی ذاتی بزرگیان الہامات مین بیان کی گئین تہین جو اُسکے پاکیزگی روح اور بلندی فطرت اور علو استعداد و روشن جوہری اور سعادت جبلّی کے متعلق تہین اور اُسکی کاملیت استعدادی سے علاقہ رکہتی تہین سو چونکہ وہ استعدادی بزرگیان ایسی نہین تہین جنکے لئے بڑی عمر یا نام ضروری ہوتا اسی باعث سے یقینی طور پر کسی الہام کی بنا پر اس رائے کو ظاہر نہین کیا گیا تہا کہ ضرور یہہ لڑکا پختہ عمر تک پہنچیگا اور اسی خیال اور انتظار مین سراج منیر کے چہاپنے مین توقّف کی گئی تہی تا جب اچہی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کہل جاوے تب اُسکا مفصل و مبسوط حال لکہا جاوے سو تعجب اور نہایت تعجب کہ جس حالت مین ہم ابتک پسر متوفی کی نسبت الہامی طور پر کوئی قطعی رائے ظاہر کرنے سے بکلی خاموش اور ساکت رہے اور ایک ذرا سا الہام بہی اس بارے مین شایع نہ کیا تو پہر ہمارے مخالفون کے کانون مین کس نے پہونک ماروی کہ ایسا اشتہار ہمنے شایع کر دیا ہے۔

یہہ بہی یاد رہے کہ اگر ہم اس خیال کی بنا پر کہ الہامی طور پر ذاتی بزرگیان پسر متوفی کے ظاہر ہوئی ہین اور اُسکا نام بشیر اور شبیر اور نور اللہ صیب اور چراغ دین وغیرہ اسماء مشتمل کاملیت ذاتی اور روشنی فطرت کے رکہے گئے ہین کوئی مفصل و مبسوط اشتہار بہی شایع کرتے اور اُس مین بحوالہ اُن نامون کے اپنی یہہ رائے لکہتے کہ شاید مصلح موعود

اور مجربا نے والا بہی لڑکا ہوگا تب بہی صاحبان بصیرت کی نظر مین یہہ اجتہادی بیان ہمارا قابل اعتراض نہ ٹہرتا کیونکہ اُنکا منصفانہ خیال اور اُنکے عارفانہ نگاہ فی الفور انہین سمجہا دیتی کہ یہہ اجتہاد صرف چند ایسے نامون کے صورت پر نظر کرکے کیا گیا ہے جو فی حد ذاتہٖ صاف اور کہلے کہلے نہین ہین بلکہ ذوالوجوہ اور تاویل طلب ہین سو اُن کی نظر مین اگر یہہ ایک اجتہادی غلطی ہی متصور ہوتی تو وہ بہی ایک ادنیٰ درجہ کے اور نہایت کم وزن اور خفیف سے اُنکے خیال مین دکہائی دیتی کیونکہ ہرچند ایک غبی اور کوردل انسان کو خدا تعالیٰ کا وہ قانون قدرت سمجہانا بہت مشکل ہے جو قدیم سے اُسکے متشابہات وحی اور رویا اور کشوف اور الہامات کے متعلق ہے لیکن جو عارف اور بابصیرت آدمی ہین وہ خود سمجہے ہوئے ہین کہ پیشگوئیون وغیرہ کے بارہ مین اگر کوئی اجتہادی غلطی بہی ہوجائے تو وہ محل نکتہ چینی نہین ہوسکتی کیونکہ اکثر نبیون اور اولوالعزم رسولون کو بہی اپنے مجمل مکاشفات اور پیشگوئیون کی تشخیص وتعیین مین ایسی ہلکی ہلکی غلطیان پیش آتی رہی ہین * اور اُن کے بیدار دل اور روشن ضمیر پیرو ہرگز ان

حاشیہ توریت کی بعض عبارتون سے ظاہر ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے بعض اپنی پیشگوئیون کے سمجہنے اور سمجہانے مین اجتہادی طور پر غلطی کہائی تہی اور وہ امیدین جو بہت جلد اور بلا توقف نجات یاب ہونے کے لئے بنی اسرائیل کو دی گئی تہین وہ اُس طرح پر ظہور پذیر نہین ہوئی تہین چنانچہ بنی اسرائیل نے خلاف اُن امیدون کے صورت حال دیکہہ کر اور دل تنگ ہوکر ایک مرتبہ اپنی کم ظرفی کی وجہہ سے جو اُنکی طینت مین تہی کہہ بہی دیا تہا کہ اے موسیٰ و ہارون جیسا تم نے ہمسے کیا خدا تم سے کرے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دل تنگی اُس کم ظرف قوم مین اسی وجہہ سے ہوئی تہی کہ اُنہون نے جو جلد مخلصی پا جانیکا اپنے دلون مین حسب پیرایہ تقریر موسوی اعتقاد کر لیا تہا اُس طور پر معرض ظہور مین نہین آیا تہا اور درمیان مین ایسی مشکلات پڑ گئی تہی جنکی پہلے سے بنی اسرائیل کو صفائی سے خبر نہین دی گئی تہی اسکی یہی وجہہ تہی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہی اُن درمیانی مشقتون اور اُنکے طول کہینچنے کے ابتدا مین مصفا اور صاف طور پر خبر

غلطیون سے حیرت وسرگردانی مین نہین پڑے کیونکہ وہ جانتے تہے کہ یہہ غلطیان نفس الہامات ومکاشفات مین نہین ہین بلکہ تاویل کرنے مین غلطی وقوع مین آگئی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جس حالت مین اجتہادی غلطی علماء ظاہر وباطن کی اُنکی کسرشان کا موجب نہین ہوسکتی اور ہم نے کوئی ایسی اجتہادی غلطی بہی نہین کی جسکو ہم قطعی ویقینی طور پر کسی اشتہار کے ذریعہ سے شایع کرتے توکیون بشیر احمد کی وفات پر ہمارے کوتہ اندیش مخالفون نے اسقدر زہر اُگلا ہے کیا اُنکے پاس اُن تحریرات کا کوئی کافی وقانونی ثبوت بہی ہے یا ناحق بار بار اپنے نفس امّارہ کے جذبات لوگون پر ظاہر کررہے ہین اور اِس جگہ بعض نادان مسلمانون کی حالت پر بہی تعجب ہے کہ وہ کس خیال پر

نہین ملی تہی لہذا اُنکے خیال کا میلان اجتہادی طور پر کسی قدر اِس طرف ہوگیا تہا کہ فرعون بے عون کا آیات بینات سے جلد تر قصہ پاک کیا جائیگا سو خدا تعالی نے جیسا کہ قدیم سے تمام انبیا سے اُسکی سنت جاری ہے پہلے ایام مین حضرت موسیٰ کو ابتلا مین ڈالنے کی غرض سے اور عُجب استغنا اُن پر وارد کرنے کے ارادہ سے بعض دنیائی مکارہ اُن سے مخفی رکہے کیونکہ اگر تمام آنیوالی باتین اور وارد ہونے والی صعوبتین اور شدّتین پہلے ہی اُنکو کہولکر بتلائی جاتین تو اُنکا دل بکلّی قوی اور طمانیت یاب ہوجاتا پس اِس صورت مین اُس ابتلاء کی ہیبت اُنکے دل پر سے اُٹہہ جاتی جسکا وارد کرنا حضرت کلیم اللہ پر اور اُنکے پیروؤن پر بمراد ترقی درجات وثواب آخرت ارادہ الہی مین قرار پاچکا تہا۔ ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے جو جو امیدین اور بشارتین اپنے حواریون کو اِس دُنیوی زندگی اور کامیابی اور خوشحالی کے متعلق انجیل مین دی ہین وہ ہی بظاہر نہائت سہل اور آسان طریقون سے اور جلد تر حاصل ہونیوالی معلوم دیتی تہین اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مبشرانہ الفاظ سے جو ابتدا مین اُنہون نے بیان کی تہی ایسا معلوم ہوتا تہا کہ گویا اُسی زمانہ مین ایک زبردست بادشاہی اُنکی قایم ہونیوالی ہے اِسی حکمرانی کے خیال پر حواریون نے ہتہیار بہی خرید لئے تہے کہ حکومت کے وقت کام آوینگے ایسا ہی حضرت مسیح کا دوبارہ اُترنا بہی جناب ممدوح نے خود اپنی زبان سے ایسے الفاظ سے بیان فرمایا تہا جس سے خود حواری بہی یہی سمجہتے تہے کہ ابہی اِس زمانہ کے لوگ فوت

وساوس کے دریا مین ڈوبے جاتے ہین کیا کوئی اشتہار ہمارا اُنکے پاس ہے کہ جو اُنکو یقین دلاتا ہے کہ ہم اِس لڑکے کی نسبت الہامی طور پر قطع کر چکے تھے کہ یہی عمر پانیوالا اور مصلح موعود ہے اگر کوئی ایسا اشتہار ہے تو کیون پیش نہین کیا جاتا ہم اُنکو باور دلاتے ہین کہ ایسا اشتہار ہم نے کوئی شایع نہین کیا ہان خدا تعالیٰ نے بعض الہامات مین یہہ ہم پر ظاہر کیا تھا کہ یہہ لڑکا جو فوت ہوگیا ہے ذاتی استعدادون مین اعلیٰ درجہ کا ہے اور دُنیوی جذبات بکلّی اسکی فطرت سے مسلوب اور دین کی چمک اِس مین بھری ہوئی ہے اور روشن فطرت اور عالی گوہر اور صدیقی روح اپنے اندر رکھتا ہے اور اُسکا نام باران رحمت اور مبشر اور بشیر اور ید اللہ بجلال وجمال وغیرہ اسماء بھی ہین سو جو کچھہ خدا تعالیٰ

نہین ہوئے اور نہ حواری بیان اصل ہین گے کہ جو حضرت مسیح پھر اپنی جلالت اور عظمت کے ساتھہ دُنیا مین تشریف لے آئینگے اور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خیال اور رائے اُسی پیرایہ کی طرف زیادہ جھکا ہوا تھا کہ جو اُنہون نے حواریون کے ذہن نشین کیا جو اصل مین صحیح نہین تھا یعنے کسیقدر اُسمین اجتہادی غلطی تھی اور عجیب تر یہہ کہ بائبل مین یہہ بھی لکھا ہے کہ ایک مرتبہ بنی اسرائیل کے چارسو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی اور وہ غلط نکلی یعنے بجاے فتح کے شکست ہوئی دیکھو سلاطین اول باب ۲۲ آیت ۱۹ مگر اس عاجز کی کسی پیشگوئی مین کوئی الہامی غلطی نہین الہام نے پیش از وقوع دو لڑکون کا پیدا ہونا ظاہر کیا اور بیان کیا کہ بعض لڑکے کم عمری مین فوت بھی ہونگے دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء و اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء سو مطابق پہلی پیشگوئی کے ایک لڑکا پیدا ہوگیا اور فوت بھی ہوگیا اور دوسرا لڑکا جسکی نسبت الہام نے بیان کیا کہ دوسرا بشیر دیا جائیگا جسکا دوسرا نام محمود ہے۔ وہ اگرچہ اب تک جو یکم دسمبر ۱۸۸۸ء ہے پیدا نہین ہوا مگر خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اپنی میعاد کے اندر ضرور پیدا ہوگا زمین آسمان ٹل سکتے ہین پر اُسکے وعدون کا ٹلنا ممکن نہین نادان اُس کے الہامات پر ہنستا ہے اور احمق اُسکی پاک بشارتون پر ٹھٹھا کرتا ہے کیونکہ آخری دن اُسکی نظر سے پوشیدہ ہے اور انجام کار اُسکی آنکھون سے چھپا ہوا ہے۔

منہ

نے اپنے الہامات کے ذریعہ سے اُسکی صفات ظاہر کی یہہ سب اُسکی صفائی استعداد کے
متعلق ہین جن کے لئے ظہور فی الخارج کوئی ضروری امر نہین اِس عاجز کا مدلّل اور
معقول طور پر یہہ دعویٰ ہے کہ جو بنی آدم کے بچے طرح طرح کی قوتین لیکر اس مسافرخانہ
مین آتے ہین خواہ وہ بڑی عمر تک پہنچ جائین اور خواہ وہ خورد سالی مین ہی فوت ہو جائین
اپنی فطرتی استعدادات مین ضرور باہم متفاوت ہوتے ہین اور صاف طور پر امتیاز
بین اُنکی قوتوّن اور خصلتون اور شکلون اور ذہنون مین دکھائی دیتا ہے جیسا کہ کسی ہمہ
مین اکثر لوگون نے بعض بچے ایسے دیکھے ہونگے کہ جو نہایت ذہین اور فہیم اور تیز طبع اور
زود فہم ہین اور علم کو ایسی جلدی سے حاصل کرتے ہین کہ گویا جلدی سے ایک صف لپیٹتے
جاتے ہین لیکن اُنکی عمر وفا نہین کرتی اور چھوٹے عمر مین ہی مرجاتے ہین اور بعض ایسے ہین
کہ نہایت غبی اور بلید اور انسانیت کا بہت کم حصہ اپنے اندر رکھتے ہین اور مُونہہ سے رال
ٹپکتی ہے اور وحشی سے ہوتے ہین اور بہت سے بوڑھے اور پیر فرتوت ہو کر مرتے ہین اور
بباعث سخت نالیاقتی فطرت کے جیسے آئے ویسے ہی جاتے ہین غرض ہمیشہ اِسکا نمونہ
ہر ایک شخص اپنی آنکھون سے دیکھہ سکتا ہے کہ بعض بچے ایسے کامل الخلقت ہوتے
ہین کہ صدیقون کی پاکیزگی اور فلاسفرون کی دماغی طاقتین اور عارفون کی روشن ضمیری
اپنی فطرت مین رکھتے ہین اور ہونہار دکھائی دیتے ہین مگر اس عالم بے ثبات پر بقا نہین
پاتے اور کئی ایسے بچے بھی لوگون نے دیکھے ہونگے کہ اُنکے طین اچھے نظر نہین آتے
اور فراست حکم کرتی ہے کہ اگر وہ عمر پاوین تو پرلے درجے کے بدذات اور شریر اور جاہل
اور ناحق شناس نکلین - ابراہیم لخت جگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم جو خورد سالی مین
یعنے سولہوین مہینے مین فوت ہو گئے اُسکی صفائی استعداد کی تعریفین اور اُسکی صدیقانہ
فطرت کی صفت و ثنا احادیث کے روسے ثابت ہے ایسا ہی وہ بچہ جو خورد سالی مین حضرت
خضر نے قتل کیا تھا اُسکی خباثت جبلّی کا حال قرآن شریف کے بیان سے ظاہر ہے

کفار کے بچون کی نسبت کہ جو خورد سالی مین مر جائین جو کچھ تعلیم اسلام ہے وہ بہی درحقیقت اسی قاعدہ کے رو سے ہے کہ بوجہہ اسکے کہ الولد سرّ لابیہ اُن کی استعدادات ناقصہ ہین غرض بلحاظ صفائی استعداد اور نورانیت اصل جوہر مناسبت تامہ دینے کے پسر متوفی کے الہام مین وہ نام رکہے گئے تہے جو ابہی ذکر کئے گئے ہین اب اگر کوئی تحکم کی راہ سے کہینچ تان کر اُن نامون کو عمر دراز ہونیکے ساتہہ وابستہ کرنا چاہے تو یہہ اُسکی سراسر شرارت ہوگی جسکی نسبت کبہی ہمنے کوئی یقینی اور قطعی رائے ظاہر نہین کیا ہان یہہ سچ ہے اور بالکل سچ کہ ان فضائل ذاتیہ کے تصور کرنے سے شک کیا جاتا تہا کہ شاید یہی لڑکا مصلح موعود ہوگا مگر وہ شکّی تقریر جو کسی اشتہار کے ذریعہ سے شایع نہین کی گئی ندوُن کی حالت سخت تعجب ہے کہ وہ باوصف اسکے کہ اپنے نجومیون اور جوتشیون کے موہنہ سے ہزارہا ایسی باتین سُنتے ہین کہ بالآخر وہ سراسر پوچ اور لغو اور جہوٹ نکلتی ہین اور پہر اُن پر اعتقاد رکہنے سے باز نہین آتے اور عذر پیش کردیتے ہین کہ حساب مین غلطی ہوگئی ہے ورنہ جوتش کے سچا ہونے مین کچہہ کلام نہین پہر باوصف ایسے اعتقادات سخیفہ اور ردیہ کے الہامی پیشگوئیون پر بغیر کسی صریح اور صاف غلطی پکڑنے کے متعصبانہ حملہ کرتے ہین پہر ہندو لوگ اگر ایسی بے اصل باتین موہنہ پر لاوین تو کچہہ مضایقہ بہی نہین کیونکہ وہ دشمن دین ہین اور اسلام کے مقابل پر ہمیشہ سے اُنکے پاس ایک ہی ہتہیار ہے یعنے جہوٹ وافترا لیکن نہایت تعجب مین ڈالنے والا واقعہ مسلمانون کی حالت ہے کہ باوجود دعوی دینداری و پرہیز گاری اور باوجود عقاید اسلامیہ کے ایسے ہذیانات زبان پر لاتے ہین اگر ہمارے ایسے اشتہارات اُنکی نظر سے گذرے ہوتے جن مین ہمنے قیاسی طور پر پسر متوفی کو مصلح موعود اور عمر پانے والا قرار دیا ہوتا۔ تب بہی اُنکی ایمانی سمجہہ اور عرفانی واقفیت کا مقتضا یہہ ہونا چاہیئے تہا کہ یہہ ایک اجتہادی غلطی ہے کہ جو کبہی کبہی علماء ظاہر و باطن دونون کو پیش آجاتی ہے یہانتک کہ اولوالعزم رسول بہی اُس سے باہر نہین ہین مگر اس جگہہ تو کوئی ایسا اشتہار بہی شایع نہین ہوا تہا محض دریا

نعیدہ موزہ از پاکشیدہ پر عمل کیا گیا اور یاد رہے کہ ہم نے یہہ چند سطرین جو عام مسلمانون
کی نسبت لکھی ہین محض سچی ہمدردی کے تقاضا سے تحریر کی گئی ہین تا وہ اپنے بے بنیاد وساوس
سے باز آ جائین اور ایسا بدی اور فاسد اعتقاد دل مین پیدا نہ کرلین جس کا کوئی اصل صحیح نہین
ہے بشیر احمد کی وفات پر اُنہین وساوس اور اوہام مین پڑنا اُنہین کی بے سمجھی و نادانی
ظاہر کرنا ہے ورنہ کوئی محل آویزش و نکتہ چینی نہین ہے ہم بار بار لکھ چکے ہین کہ ہم نے کوئی
اشتہار نہین دیا جس مین ہمنے قطع اور یقین ظاہر کیا ہو کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے
والا ہے اور گو ہم اجتہادی طور پر اُسکی ظاہری علامات سے کسیقدر اِس خیال کی طرف جھک
بھی گئے تھے مگر اسی وجہہ سے اِس خیال کے کھلے کھلے طور پر بذریعہ اشتہارات اشاعت
نہین کی گئی تھی کہ ہنوز یہہ امر اجتہادی ہے اگر یہہ اجتہاد صحیح نہ ہوا تو عوام الناس جو دقائق
و معارف علم الہی سے محض بے خبر ہین وہ دہوکا مین پڑ جائینگے مگر نہایت افسوس ہے
کہ پھر بھی عوام کالانعام دہوکا کہانے سے باز نہین آئے اور اپنی طرف سے حاشیئے چڑہا
لئے انہین اِس بات کا ذرا بھی خیال نہین کہ اُنکے اعتراضات کی بنا صرف یہہ وہم ہے کہ
کیون اجتہادی غلطی وقوع مین آئی ہم اِسکا جواب دیتے ہین کہ اول تو کوئی ایسی اجتہادی
غلطی ہم سے ظہور مین نہین آئی جسپر ہم نے قطع اور یقین اور بھروسا کر کے عام طور پر
اُسکو شایع کیا ہو پھر بطور تنزل ہم یہہ پوچھتے ہین کہ اگر کسی نبی یا ولی سے کسی پیشگوئی
کی تشخیص و تعئین مین کوئی غلطی وقوع مین آجائے تو کیا ایسی غلطی اُسکے مرتبہ نبوت
یا ولائیت کو کچھہ کم کر سکتی ہے یا گھٹا سکتی ہے ہرگز نہین یہہ سب خیالات نادانی و ناواقفیت
کی وجہہ سے بصورت اعتراض پیدا ہوتے ہین چونکہ اِس زمانہ مین جہالت کا انتشار
ہے اور علوم دینیہ سے سخت درجہ کے لوگون کو لاپروائی ہے اِس وجہہ سے سیدھی بات
بھی اُلٹی دکھائی دیتی ہے ورنہ یہہ مسئلہ بالاتفاق مانا گیا اور قبول کیا گیا ہے کہ ہریک
نبی اور ولی سے اپنے اُن مکاشفات اور پیشگوئیون کی تشخیص و تعئین مین کہ جہان

خدا تعالی کی طرف سے بخوبی تفہیم نہین ہوئی غلطی واقع ہو سکتی ہے اور اس غلطی سے اُن
انبیا اور اصفیا کی شان مین کچھ بھی فرق نہین آتا کیونکہ علم وحی بھی منجملہ علوم کے ایک علم ہے
اور جو قاعدہ فطرت اور قانون قدرت قوتّ نظریہ کے دخل دینے کے وقت تمام علوم و
فنون کے متعلّق ہے اُس قاعدہ سے یہہ علم باہر نہین رہ سکتا اور جن لوگون کو انبیا اور
اولیا مین سے یہہ علم دیا گیا ہے اُنکو مجبوراً اسکے تمام عوارض و لوازم بھی لینے پڑتے ہین
یعنے اُن پر وارد ہوتے ہین جن مین سے ایک اجتہادی غلطی بھی ہے پس اگر اجتہادی
غلطی قابل الزام ہے تو یہہ الزام جمیع انبیا و اولیاء و علما مین مشترک ہے۔

یہہ بھی نہین سمجھنا چاہئیے کہ کسی اجتہادی غلطی سے ربانی پیش گوئیون کی شان و
شوکت مین فرق آجاتا ہے یا وہ نوع انسان کے لئے چندان مفید نہین رہتین یا وہ
دین اور دینداروں کے گروہ کو نقصان پہنچاتے ہین کیونکہ اجتہادی غلطی اگر ہو بھی
تو محض درمیانی اوقات مین بطور ابتلاء کے وارد ہوتی ہے اور پھر اس قدر کثرت سے سچائی
کے نور ظہور پذیر ہوتے ہین اور تائیدات الٰہیہ اپنے جلوے دکھاتے ہین کہ گویا ایک دن
چڑھ جاتا ہے اور مخاصمین کے سب جھگڑے اُن سے انفصال پا جاتے ہین لیکن اس روز
روشن کے ظہور سے پہلے ضرور ہے کہ خدا تعالی کے فرستادون پر سخت سخت آزمائشین وارد
ہون اور اُنکے پیرو اور تابعین بھی بخوبی جانچے اور آزمائے جائین تا خدا تعالی سچّون اور کچّون
اور ثابت قدمون اور بزدلون مین فرق کر کے دکھلا دیوے۔

عشق اوّل سرکش و خونی بود ؛ تا گریزد ہر کہ بیرونی بود - ابتلا جو اوائل حال مین انبیا
اور اولیا پر نازل ہوتا ہے اور باوجود عزیز ہونے کے ذلّت کی صورت مین اُنکو ظاہر کرتا ہے
اور باوجود مقبول ہونے کے کچھ مردود سے کر کے اُنکو دکھاتا ہے یہہ ابتلاء اسلئے نازل نہین
ہوتا کہ اُنکو ذلیل اور خوار اور تباہ کرے یا صفحہ عالم سے اُنکا نام و نشان مٹا دیوے کیونکہ
یہہ تو ہرگز ممکن ہی نہین کہ خداوند عزّوجل اپنے پیار کرنیوالون سے دشمنی کرنے لگے اور اپنے

سچے اور وفادار عاشقون کو ذلت کے ساتھہ ہلاک کر ڈالے بلکہ حقیقت مین وہ ابتلاء کہ جو شیر ببر کی طرح اور سخت تاریکی کی مانند نازل ہوتا ہے اسلئے نازل ہوتا ہے کہ تا اُس برگزیدہ قوم کو قبولیت کے بلند مینارہ تک پہنچا وے اور الٰہی معارف کے باریک دقیقے انکو سکہا وے یہی سنت اللہ ہے جو قدیم سے خدا تعالیٰ اپنے پیارے بندون کے ساتھہ استعمال کرتا چلا آیا ہے **زبور** مین حضرت داؤد کی ابتلائی حالت مین عاجزانہ نعرے اس سنت کو ظاہر کرتے ہین اور انجیل مین آزمائش کے وقت مین حضرت مسیح کی غریبانہ تضرعات اسی عادت اللہ پر دال ہین اور **قرآن شریف** اور احادیث نبویہ مین جناب فخر الرسل کی عبودیت سے ملی ہوئی ابتہالات اسی قانون قدرت کی تصریح کرتے ہین * اگر یہہ ابتلاء درمیان مین نہ ہوتا تو انبیا اور اولیا اُن مدارج عالیہ کو ہرگز

---

*حاشیہ زبور مین حضرت داؤد علیہ السلام کی دعائین مین سے جو اُنہون نے ابتلائی حالت مین کین ایک یہہ ہے اے خدا تو مجھہ کو بچالے کہ پانی میری جان تک پہنچے ہین مین گہری کیچ مین دہنس چلا جہان کہڑے ہونے کی جگہ نہین۔ مین چلاتے چلاتے تہک گیا میری آنکہین دہندلا گئین۔ وہ جو بے سبب میرا کینہ رکہتے ہین شمار مین میرے سر کے بالون سے زیادہ ہین۔ اے خداوند رب الافواج وہ جو تیرا انتظار کرتے ہین میرے لئے شرمندہ نہ ہون۔ وہ جو تجھہ کو ڈہونڈہتے ہین وہ میرے لئے ندامت نہ اُٹہاوین۔ وے پہاٹک پر بیٹہے ہوئے میری بابت بکتے ہین اور نشے باز میرے حق مین گاتے ہین تو میری ملامت کشی اور میری رسوائی اور میری بے حرمتی سے آگاہ ہے مینے تاکا کہ کیا کوئی میرا ہمدرد ہے کوئی نہین۔ (دیکھو زبور ۶۹) ایسا ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے ابتلا کی رات مین جسقدر تضرعات کئے وہ انجیل سے ظاہر ہین تمام رات حضرت مسیح جاگتے رہے اور جیسی کسی کی جان ٹوٹتی ہے غم واندوہ سے ایسی حالت اُن پر طاری تہی وہ ساری رات رو رو کر دعا کرتے رہے کہ تا وہ بلا کا پیالہ کہ جو اُنکے لئے مقدر تہا ٹل جائے پر باوجود اسقدر گریہ وزاری کے پہر بہی دُعا منظور نہ ہوئی کیونکہ ابتلاء کے وقت کی دُعا منظور نہین ہوا کرتی

نہ پا سکتے کہ جو ابتلا کی برکت سے اُنہون نے پالیئے - ابتلائنے اُنکی کامل وفاداری اور مستقل ارادے اور جانفشانی کی عادت پر موہر لگا دی اور ثابت کردکہایا کہ وہ آزمائیش کے زلازل کے وقت کس اعلیٰ درجہ کا استقلال رکھتے ہین اور کیسے سچّے وفادار اور عاشق صادق ہین کہ اُن پر اندہیان چلین اور سخت سخت تاریکیان آئین اور بڑے بڑے زلزلے اُن پر وارد ہوئے اور وہ ذلیل کیئے گئے اور جھوٹھون اور مکّارون اور بے عزتون مین شمار کئے گئے اور اکیلے اور تنہا چھوڑے گئے یہان تک کہ ربانی مددون نے بہی جنکا اُنکو بڑا بہروسا تہا کچھ مدّت تک مونہہ چھپا لیا اور خدا تعالیٰ نے اپنی مربیانہ عادت کو بہ یکبارگی کچھ ایسا بدل دیا کہ جیسے کوئی سخت ناراض ہوتا ہے اور ایسا اُنہین تنگی و تکلیف مین چھوڑ دیا کہ گویا وہ سخت مورد غضب ہین اور اپنے تئین ایسا خشک سا دکہلایا کہ گویا وہ اُن پر ذرا مہربان نہین بلکہ اُنکے دشمنون پر مہربان ہے اور اُنکے ابتلاؤن کا سلسلہ بہت طول کہنچ گیا ایک کی ختم ہونے پر دوسرا اور دوسرے کے ختم ہونے پر تیسرا ابتلا نازل ہوا غرض جیسے بارش سخت تاریک رات مین نہایت شدّت وسختی سے نازل ہوتی ہے ایسا ہی آزمائیشون کی بارشین اُن پر ہوئین پر وہ اپنے پکّے اور مضبوط ارادہ سے باز نہ آئے اور سُست اور دل شکستہ نہ ہوئے بلکہ جتنا مصائب وشدائد کا بار اُن پر پڑتا گیا اُتنا ہی اُنہون نے آگے قدم بڑہایا اور جسقدر وہ توڑے گئے اُسی قدر وہ مضبوط ہوتے ہو گئے اور جسقدر اُنہین مشکلات راہ کا خوف

پہر دیکہنا چاہئیے کہ سیّدنا ومولانا حضرت فخر الرسل وخاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابتلا کی حالت مین کیا کیا تکلیفین اُٹہائین اور ایک دُعا مین مناجات کی کہ اے میرے رب مین اپنی کمزوری کی تیری جناب مین شکایت کرتا ہون اور اپنی بیچارگی کا تیرے آستانہ پر گلہ گذار ہون میری ذلّت تیری نظر سے پوشیدہ نہین جسقدر چاہے سختی کر مین راضی ہون جب تک تو راضی ہوجائے مجہہ مین بجز تیرے کچھ قوت نہین - منہ

دلایا گیا اُسی قدر اُنکی ہمّت بلند اور اُنکی شجاعت ذاتی جوش مین آتی گئی بالآخر وہ اُن تمام
امتحانات سے اول درجہ کے پاس یافتہ ہوکر نکلے اور اپنے کامل صدق کی برکت سے
پورے طور پر کامیاب ہوگئے اور عزّت اور حرمت کا تاج اُنکے سر پر رکھا گیا اور تمام
اعتراضات نادانون کے ایسے حباب کی طرح معدوم ہوگئے کہ گویا وہ کچھہ بہی نہین تہے
غرض انبیا و اولیا ابتلا سے خالی نہین ہوتے بلکہ سب سے بڑہ کر انہین پر ابتلا نازل
ہوتے ہین اور انہین کی قوّت ایمانی اُن آزمایشون کی برداشت بہی کرتی ہے عوام الناس
جیسے خدا تعالی کو شناخت نہین کر سکتے ویسے اُسکے خالص بندون کی شناخت سے
بھی قاصر ہین بالخصوص اُن محبوبان الٰہی کی آزمائش کے وقتون مین تو عوام الناس
بڑے بڑے دہوکون مین پڑجاتے ہین گویا ڈوب ہی جاتے ہین اور اتنا صبر نہین کرسکتے
کہ اُنکے انجام کے منتظر رہین عوام کو یہہ معلوم نہین کہ اللہ جل شانہٗ جس پودے کو
اپنے ہاتہہ سے لگاتا ہے اُسکی شاخ تراشی اِس غرض سے نہین کرتا کہ اُسکو نابود
کردیوے بلکہ اِس غرض سے کرتا ہے کہ تا وہ پودہ پہول اور پہل زیادہ لاوے اور
اُسکے برگ اور بار مین برکت ہو۔ پس خلاصہ کلام یہہ کہ انبیا اور اولیا کی تربیت باطنی
اور تکمیل روحانی کے لیئے ابتلا کا اُن پر وارد ہونا ضروریات سے ہے اور ابتلا اِس قوم کے
لیئے ایسا لازم حال ہے کہ گویا اِن ربّانی سپاہیون کی ایک روحانی وردی ہے جس سے
یہہ شناخت کیئے جاتے ہین اور جس شخص کو اِس سنت کے برخلاف کوئی کامیابی ہو
وہ استدراج ہے نہ کامیابی۔ (اور نیز یاد رکہنا چاہیئے کہ یہہ نہائت درجہ کی بدقسمتی و ناسعادتی
ہے کہ انسان جلد تر بدظنی کی طرف جہک جائے اور یہہ اُصول قرار دیدیوے کہ دُنیا مین
جسقدر خدا تعالی کی راہ کے مدعی ہین وہ سب مکّار اور فریبی اور دوکاندار ہی ہین۔
کیونکہ ایسے ردی اعتقاد سے رفتہ رفتہ وجود ولایت مین شک پڑیگا اور پہر ولایت
سے انکاری ہونے کے بعد نبوّت کے منصب مین کچھہ کچھہ ترددات پیدا ہوجاوینگے

اور پہر نبوت سے منکر ہونے کے پیچہے خدا تعالیٰ کے وجود مین کچہہ دغدغہ اور خلجان پیدا ہوکر یہہ دہوکا دل مین شروع ہو جائیگا کہ شاید یہہ ساری بات ہی بناوٹی اور بے اصل ہے اور شاید یہہ سب اوہام باطلہ ہی ہین کہ جو لوگون کے دلون مین جمتے ہوئے چلے آئے ہین سواے سچائی کے ساتہہ سچا ن و دل پیار کرنے والو ہم اور اے صداقت کے بہوکہو اور پیاسو یقیناً سمجہو کہ ایمان کو اس آشوب خانہ سے سلامت لیجانے کے لئے ولایت اور اُسکے لوازم کا یقین نہایت ضروریات سے ہے ولایت نبوت کے اعتقاد کی پناہ ہے اور نبوت اقرار وجود باری تعالیٰ کے لئے پناہ پس اولیاء انبیاء کے وجود کے لئے میخون کی مانند ہین اور انبیاء خدا تعالیٰ کا وجود قایم کرنے کے لئے نہایت مستحکم کیلون کے مشابہ ہین سو جس شخص کو کسی ولی کے وجود پر مشاہدہ کے طور پر معرفت حاصل نہین اُسکی نظر نبی کی معرفت سے بہی قاصر ہے اور جسکو نبی کی کامل معرفت نہین وہ خدا تعالیٰ کی کامل معرفت سے بہی بے بہرہ ہے اور ایکدن ضرور ٹہوکر کہائیگا اور سخت ٹہوکر کہائیگا اور مجرد دلائل عقلیہ اور علوم رسمیہ کسی کام نہین آئینگی* اب ہم فایدہ عام کے لئے یہہ بہی لکہنا مناسب سمجہتے ہین کہ بشیر احمد کی موت ناگہانی طور پر نہین ہوئی بلکہ اللہ جل شانہ نے اُسکی وفات سے پہلے اِس عاجز کو اپنے الہامات کے ذریعہ سے پوری پوری بصیرت بخش دی تہی کہ یہہ لڑکا اپنا کام کر چکا ہے ** اور اب فوت ہو جاویگا بلکہ جو الہامات اُس

---

* حاشیہ خدا تعالیٰ کی انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے بڑے عظیم الشان دو طریقے ہین۔

(۱) اول یہہ کہ کوئی مصیبت اور غم و اندوہ نازل کر کے صبر کرنیوالون پر بخشش اور رحمت کے دروازے کہولے جیسا کہ اُسنے خود فرمایا ہے وبشر الصابرین الذین اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا للہ و انا الیہ راجعون اولیک علیھم صلوات من ربھم و رحمة و اولیک ھم المھتدون الجزو نمبر ۲ یعنے ہمارا یہی قانون قدرت ہے کہ ہم

پسر متوفی کے پیدائش کے دن مین ہوئے تہے اُن سے ہی اجمالی طور پر اُسکی وفات کی نسبت بو آتی تہی اور مترشح ہوتا تہا کہ وہ خلق اللہ کے لئے ایک ابتلاء عظیم کا موجب ہوگا جیسا کہ یہہ الہام انا ارسلناہ شاھداً و مبشراً و نذیراً کصیب من السماء فیہ ظلمات و رعد و برق کل شیئ تحت قدمیہ یعنے ہم نے اِس بچہ کو شاہد اور مبشر اور نذیر ہونے کی حالت مین بہیجا ہے اور یہہ اُس بڑے مینہہ کی مانند ہے جس مین طرح طرح کی تاریکیان ہون اور رعد اور برق بہی ہو یہہ سب چیزین اُسکے دونون قدمون کے نیچے ہین یعنے اُسکے قدم اُٹہانے کے بعد جو اُسکی موت سے مراد ہے ظہور مین آجائینگے سو تاریکیون سے مراد آزمایش اور ابتلا کی تاریکیان تہین جو لوگون کو اُسکی موت سے پیش آئین اور ایسی سخت ابتلا مین پڑ گئے جو ظلمات کی طرح تہا اور آیت کریمہ و اذا اظلم علیہم قاموا کے مصداق ہوگئے اور الہامی عبارت مین جیسا کہ ظلمت کے بعد رعد اور روشنی کا ذکر ہے یعنے جیسا کہ اُس عبارت کی ترتیب بیانی سے ظاہر ہوتا ہے کہ پسر متوفی کے قدم اُٹہانیکے بعد پہلے

مومنون پر طرح طرح کی مصیبتین ڈالا کرتے ہین اور صبر کرنیوالون پر ہماری رحمت نازل ہوتی ہے اور کامیابی کی راہین اُنہین پر کہولی جاتی ہین جو صبر کرتے ہین۔

(۲) دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین و ائمہ و اولیا و خلفاء ہے تا اُنکی اقتدا و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائین اور اُنکے نمونہ پر اپنے تئین بنا کر نجات پا جائین سو خدا تعالٰی نے چاہا کہ اِس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہہ دونون شق ظہور مین آجائین۔ پس اول اُسنے قسم اول کے انزال رحمت کے لئے بشیر کو بہیجا تا بشر الصابرین کا سامان مومنون کے لئے طیار کرکے اپنی بشیریت کا مفہوم پورا کرے سو وہ ہزارون مومنون کے لئے جو اُسکی موت کے غم مین محض للہ شریک ہوئے بطور فرط کے ہو کر خدا تعالٰی کی طرف سے اُن کا شفیع ٹہر گیا اور اندر ہی اندر بہت سی برکتین اُنکو پہنچا گیا اور یہہ بات کہلی کہلی الہام الٰہی نے ظاہر کر دی کہ بشیر جو فوت ہوگیا ہے وہ بیفائدہ نہین آیا تہا بلکہ اُسکی موت اُن سب لوگون کی زندگی کا موجب ہوگی

ظلمت آئیگی اور پھر رعد اور برق اسی ترتیب کے رو سے اس پیشگوئی کا پورا ہونا شروع ہوا یعنی پہلے بشیر کی موت کی وجہہ سے ابتلا کی ظلمت وارد ہوئی اور پھر اُسکے بعد رعد اور روشنی ظاہر ہونیوالی ہے اور جس طرح ظلمت ظہور مین آگئی اسی طرح یقیناً جاننا چاہئیے کہ کسی دن وہ رعد اور روشنی بھی ظہور مین آجائیگی جسکا وعدہ دیا گیا ہے جب وہ روشنی آئیگی تو ظلمت کے خیالات کو بالکل سینون اور دلون سے مٹا دیگی اور جو جو اعتراضات غافلون اور مُردہ دلون کے مونہہ سے نکلے ہین اُنکو نابود اور نابدید کر دیگی یہہ الہام جو ابھی ہمنے لکھا ہے ابتدا سے صدہا لوگون کو بہ تفصیل سُنا دیا گیا تھا چنانچہ منجملہ سامعین کے مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی بھی ہین اور کئی اور جلیل القدر آدمی بھی اب اگر ہمارے موافقین و مخالفین اسی الہام کے مضمون پر غور کرین اور دقت نظر سے دیکھین تو یہی ظاہر کر رہا ہے کہ اس ظلمت کے آنیکا پہلے سے جناب الٰہی مین ارادہ ہو چکا تھا جو بذریعہ الہام بتلایا گیا اور صاف ظاہر کیا گیا کہ ظلمت اور روشنی دونون اس لڑکے کے قدمونکے نیچے ہین یعنی اسکے قدم اُٹھانیکے بعد جو موت سے مراد ہے اُنکا آنا ضرور ہے سو اے وے لوگو جنہون نے ظلمت کو دیکھہ لیا حیرانی مین مت پڑو بلکہ خوش ہو اور خوشی سے اُچھلو کہ اسکے بعد اب روشنی آئیگی بشیر کی موت نے جیسا کہ اس پیشگوئی کو پورا کیا ایسا ہی اُس پیشگوئی کو بھی کہ جو

جنہون نے محض للہ اُسکی موت سے غم کیا اور اُس ابتلا کی برداشت کر گئے کہ جو اُسکی موت سے ظہور مین آیا غرض بشیر ہزارہا صابرین و صادقین کے لئے ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا تھا اور اُس پاک آنے والے اور پاک جانے والے کی موت اُن سب مومنون کے گناہون کا کفارہ ہوگی - اور دوسری قسم رحمت کی جو ابھی ہم نے بیان کی ہے اُسکی تکمیل کے لئے خدا تعالی دوسرا بشیر بھیجیگا جیسا کہ بشیر اول کی موت سے پہلے - ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار مین اُسکے بارے مین پیشگوئی کی گئی ہے اور خدا تعالی نے اس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہین دیا جائیگا جسکا نام **محمود** بھی ہے وہ اپنے کامون مین اولوالعزم ہوگا یخلق اللہ ما یشاء اور خدا تعالی نے مجھہ پر یہہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت مین دو سعید لڑکون کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزول رحمت کا موجب ہوا اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے - منہ

۲۰ فروری کے اشتہار مین ہے کہ بعض بچے کم عمری مین فوت ہونگے۔

بالآخر یہہ بھی اس جگہ واضح رہے کہ ہمارا اپنے کام کے لئے تمام وکمال بھروسہ اپنے مولی کریم پر ہے اس بات سے کچھہ غرض نہین کہ لوگ ہم سے اتفاق رکھتے ہین یا نفاق اور ہمارے دعویٰ کو قبول کرتے ہین یا رد اور ہمین تحسین کرتے ہین یا نفرین بلکہ ہم سب سے اعراض کرکے اور غیر اللہ کو مُردہ کی طرح سمجھہ کر اپنے کام مین لگے ہوئے ہین گو بعض ہم مین سے اور ہماری ہی قوم مین سے ایسے بھی ہین کہ وہ ہمارے اس طریق کو نظر تحقیر سے دیکھتے ہین مگر ہم اُنکو معذور رکھتے ہین اور جانتے ہین کہ جو ہم پر ظاہر کیا گیا ہے وہ اُن پر ظاہر نہین اور جو ہمین پیاس لگا دی گئی ہے وہ اُنہین نہین کل یعمل علی شاکلتہ۔

اس محل مین یہہ بھی لکھنا مناسب سمجھتا ہون کہ مجھے بعض اہل علم احباب کے ناصحانہ تحریرون سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی اس عاجز کی یہہ کارروائی پسند نہین کرتے کہ برکات روحانیہ و آیات سماویہ کے سلسلہ کو جو بذریعہ قبولیت ادعیہ و الہامات و مکاشفات تکمیل پذیر ہوتا ہے لوگون پر ظاہر کیا جائے۔ بعض کے اُن مین سے اس بارہ مین یہہ بحث ہے کہ یہہ باتین ظنّی وشکّی ہین اور اُنکے ضرر کی امید اُنکے فائدہ سے زیادہ تر ہے۔ وہ یہہ بھی کہتے ہین کہ حقیقت مین یہہ باتین تمام بنی آدم مین مشترک ومتساوی ہین شاید کسی قدر ادنی کم و بیشی ہو بلکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قریبًا یکسان ہی ہین۔ اُنکا یہہ بھی بیان ہے کہ ان امور مین مذہب اور اتقا اور تعلّق باللہ کو کچھہ دخل نہین بلکہ یہہ فطرتی خواص ہین جو انسان کی فطرت کو لگے ہوئے ہین اور ہریک بشر سے مومن ہو یا کافر صالح ہو یا فاسق کچھہ تھوڑی سی کمی بیشی کے ساتھہ صادر ہوتے رہتے ہین۔ یہہ تو اُنکی قیل وقال ہے جس سے اُنکی موٹی سمجھہ اور سطحی خیالات اور مبلّغ علم کا اندازہ ہو سکتا ہے مگر فراست صحیحہ سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ غفلت اور حبّ دُنیا کا کیڑا اُنکے ایمانی فراست کو بالکل کھا گیا ہے اُن مین سے بعض ایسے ہین کہ جیسے مجذوم کا جذام انتہا کے درجہ تک پہنچکر سقوط اعضا تک نوبت پہنچاتا ہے اور

ہاتھوں پیروں کا گلنا سڑنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی انکی روحانی اعضا جو روحانی قوتون سے مراد ہین بباعث غلو محبّت دُنیا کے گلنے سڑنے شروع ہو گئے ہین اور اُنکا شیوہ فقط ہنسی اور ٹھٹھا اور بدظنّی اور بدگمانی ہے دینی معارف اور حقائق پر غور کرنے سے بکلّی آزادگی ہے بلکہ یہہ لوگ حقیقت اور معرفت سے کچھہ سروکار نہین رکھتے اور کبھی آنکھہ اُٹھا کر نہین دیکھتے کہ ہم دُنیا مین کیون آئے اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے بلکہ جیفہ دُنیا مین دن رات غرق ہو رہے ہین اِن مین یہہ حس ہی باقی نہین رہی کہ اپنی حالت کو ٹٹولین کہ وہ کیسی سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے اور بڑی بدقسمتی اِنکی یہہ ہے کہ یہہ لوگ اپنی اِس نہائت خطرناک بیماری کو پوری پوری صحت خیال کرتے ہین اور جو حقیقی صحت و تندرستی ہے اُسکو بہ نظر توہین و استخفاف دیکھتے ہین اور کمالات ولائیت اور قُرب الہی کی عظمت بالکُل اِنکے دلون پر سے اُٹھہ گئی ہے او نومیدی اور حرمان کی سی صورت پیدا ہو گئی ہے بلکہ اگر یہی حالت رہی تو انکا نبوّت پر ایمان قائم رہنا بھی کچھہ معرض خطر مین ہی نظر آتا ہے۔

یہہ خوفناک اور گری ہوئی حالت جو مین نے بعض علماء کی بیان کی ہے اِسکی یہہ وجہہ نہین ہے کہ وہ اِن روحانی روشنیون کو تجربہ کے روسے غیر ممکن یا شکّی و ظنّی خیال کرتے ہین کیونکہ اُنہون نے ہنوز بالاستیفا تجربہ کرنے کی طرف توجہ نہین کی اور کامل اور محیط طور پر نظر ڈالکر رائے ظاہر کرنے کا ابہی تک اُنہون نے اپنے لئے کوئی موقعہ پیدا نہین کیا اور نہ پیدا کرنے کی کچھہ پرواہ ہے صرف اِن مفسدانہ نکتہ چینیون کو دیکھہ کر کہ جو مخالفین تعصب آئین نے اِس عاجز کی دو پیشگوئیون پر کی ہین ٭ بلا تحقیق و تفتیش شک مین پڑ گئے اور ولائیت اور قربت الہہ

٭ **حاشیہ** وہ نکتہ چینیان یہہ ہین کہ ۸- اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار مین اِس عاجز نے ایک پیشین گوئی شایع کی تہی کہ ایک لڑکا اِس عاجز کے گہر مین پیدا ہونیوالا ہے اور اشتہار مذکور مین بہ تصریح لکھہ دیا تہا کہ شاید اسی دفعہ وہ لڑکا پیدا ہو یا اسکے بعد اسکے قریب حمل مین پیدا ہو سو خدا تعالی نے مخالفین کا خُبث باطنی اور نا انصافی ظاہر کرنیکے لئے اُس دفعہ جیسے پہلے حمل مین لڑکی پیدا

کی روشنیون کے بارے مین ایک ایسا اعتقاد دل مین جمالیا کہ جو خشک فلسفہ اور کورا نیچریت کے قریب قریب ہے انہین سوچنا چاہئیے تہا کہ مخالفین نے اپنی تکذیب کی تائید مین کونسا ثبوت دیا ہے پہر اگر کوئی ثبوت نہین اور نری بک بک ہے تو کیا فضول اور بے بنیاد افترا اون کا اثر اپنے دلون پر ڈال لینا عقلمندی یا ایمانی وثاقت مین داخل ہے۔ اور اگر فرض محال کے طور پر کوئی اجتہادی غلطی بہی کسی پیش گوئی کے تعلق اس عاجز سے ظہور مین آتی یعنے قطع اور یقین کے طور پر اسکو کسی اشتہار کے ذریعہ سے شایع کیا جاتا تب بہی کسی دانا کی نظر مین وہ محل آویزش نہین ہوسکتی تہی کیونکہ اجتہادی غلطی ایک ایسا امر ہے جس سے انبیا بہی باہر نہین ماسوا اسکے یہہ عاجز ابتک قریب سات ہزار مکاشفات صادقہ اور الہامات صحیحہ سے خدا تعالیٰ کے

کی اور اسکے بعد جو حمل ہوا تو اس سے لڑکا پیدا ہوا اور پیشگوئی اپنے مفہوم کے مطابق سچی نکلی اور ٹہیک ٹہیک وقوع مین آگئی مگر مخالفین نے جیسا کہ انکا قدیمی شیوہ ہے محض شرارت کی راہ سے یہہ نکتہ چینی کی کہ پہلی دفعہ ہی کیون لڑکا پیدا نہین ہوا انکو جواب دیا گیا کہ اشتہار مین پہلی دفعہ کی کوئی شرط نہین بلکہ دوسرے حمل تک پیدا ہونے کی شرط تہی جو وقوع مین آگئی اور پیش گوئی نہایت صفائی سے پوری ہوگئی سو ایسی پیش گوئی پر نکتہ چینی کرنا بے ایمانی کی قسمون مین سے ایک قسم ہے کوئی منصف اسکو واقعی طور پر نکتہ چینی نہین کہہ سکتا۔ دوسری نکتہ چینی مخالفون کی یہہ ہے کہ لڑکا جسکے بارہ مین پیشگوئی ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کے اشتہار مین کی تہی وہ پیدا ہوکر صغر سنی مین فوت ہوگیا اسکا مفصل جواب اسی تقریر مین مذکور ہے اور خلاصہ جواب یہہ ہے کہ آج تک ہمنے کسی اشتہار مین نہین لکہا کہ یہہ لڑکا عمر پانیوالا ہوگا اور نہ یہہ کہا کہ یہی مصلح موعود ہے بلکہ ہمارے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء مین بعض ہمارے لڑکون کی نسبت یہہ پیشگوئی موجود تہی کہ وہ کم عمری مین فوت ہونگے پس سوچنا چاہئیے کہ اس لڑکے کی وفات سے ایک پیش گوئی پوری ہوئی یا جہوٹی نکلی بلکہ جسقدر ہمنے لوگون مین الہامات شایع کئے اکثر اُنکے اس لڑکے کی وفات پر دلالت کرتے تہے چنانچہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار کی یہہ عبارت کہ ایک خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے یہہ مہمان کا لفظ درحقیقت اسی لڑکے کا نام رکہا گیا تہا اور یہہ اُسکی کم عمری اور جلد فوت ہونے پر دلالت کرتا ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چند روز رہ کر چلا جاوے اور دیکہتے دیکہتے رخصت ہوجاوے اور جو قائم مقام ہو اور دوسرون کو رخصت کرے

کی طرف سے مشرّف ہوا ہے اور آئندہ عجائبات روحانیہ کا ایسا بے انتہا سلسلہ جاری ہے کہ جو بارش کی طرح شب و روز نازل ہوتے رہتے ہین پس اِس صورت مین خوش قسمت انسان وہ ہے کہ جو اپنے تئین بصدق و صفا اِس ربّانی کارخانے کے حوالہ کرکے آسمانی فیوض سے اپنے نفس کو متمتع کرے اور نہائت بد قسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے تئین ان انوار و برکات کے حصول سے لاپرواہ رکھہ کر بے بنیاد نکتہ چینیان اور جاہلانہ رائے ظاہر کرنا اپنا شیوہ کر لیوے۔ مین ایسے لوگون کو محض للہ متنبہ کرتا ہون کہ وہ ایسے خیالات کو دل مین جگہ دینے سے حق اور حق بینی سے بہت دور جا پڑے ہین اگر اُنکا یہہ قول سچ ہو کہ الہامات و مکاشفات کوئی ایسی عُمدہ چیز نہین ہے جو خاص اور عوام یا کافر اور مومن مین کوئی امتیاز بین پیدا کر سکین تو سالکون

اُسکا نام مہمان نہین ہو سکتا۔ اور اشتہار مذکور کی یہہ عبارت کہ وہ رجس سے یعنے گناہ سے بکلی پاک ہے یہہ بہی اُسکی صغر سنی کی وفات پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہہ دہوکا کہانا نہین چاہئے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق مین ہے کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کہل گیا ہے کہ یہہ سب عبارتین پسر متوفی کے حق مین ہین (اور مصلح موعود کے حق مین جو پیشگوئی ہے وہ اِس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اُسکے ساتھہ فضل ہے کہ جو اُسکے آنے کے ساتھہ آئیگا پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت مین فضل رکہا گیا اور نیز دوسرا نام اُسکا محمود اور تیسرا نام اُسکا بشیر ثانی بہی ہے اور ایک الہام مین اُسکا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے اور ضرور تہا کہ اُسکا آنا معرض التوا مین رہتا جب تک یہہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پہر واپس اُٹہایا جاتا کیونکہ یہہ سب امور حکمت الٰہیہ نے اُسکے قدمون کے نیچے رکہے تہے اور بشیر اول جو فوت ہو گیا ہے بشیر ثانی کے لئے بطور ارہاص تہا اِس لئے دونون کا ایک ہی پیشگوئی مین ذکر کیا گیا)

اب ایک منصف انصافاً سوچ کر دیکہے کہ ہماری اِن دونون پیشگوئیون مین حقیقی طور پر کونسی غلطی ہے ہان ہم نے پسر متوفی کے کمالات استعدادیہ الہامات کے ذریعہ سے ظاہر کئے تہے کہ وہ فطرتاً ایسا ہے اور ایسا ہے اور اب بہی ہم یہی کہتے ہین اور فطرتی استعدادون کا مختلف طور پر بچون مین پایا جانا تمام اِس سے کہ وہ صغر سنی مین مرجاوین یا زندہ رہین ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر تمام مذاہب کا اتفاق ہے اور کوئی حکما اور علما مین سے اُسکا منکر نہین ہو سکتا پس دانا کے لئے کونسی ٹہوکر کہانے کی وجہ ہے ہان نادان اور احمق لوگ ہمیشہ سے ٹہوکر کہاتے چلے آئے ہین

کے لئے یہہ نہایت دل توڑنے والا واقعہ ہوگا مین اُنہین یقین دلاتا ہون کہ یہی ایک روحانی اور اعلیٰ درجہ کے اسلام مین خاصیت ہے کہ سچائی سے اُسپر قدم مارنے والے مکالمات خاصہ الہیہ سے مشرّف ہوجاتے ہین اور قبولیت کے انوار جن مین اُنکا غیر اُنکے ساتھہ شریک نہین ہوسکتا اُنکے وجود مین پیدا ہوجاتے ہین یہہ ایک واقعی صداقت ہے جو بے شمار راستبازون پر اپنے ذاتی تجارب سے کہُل گئی ہے اِن مدارج عالیہ پر وہ لوگ پہنچتے ہین کہ جو سچی اور حقیقی پیروی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی کرتے ہین اور نفسانی وجود سے نکل کر ربّانی وجود کا پیراہن لیتے ہین یعنے نفسانی جذبات پر موت وارد کرکے ربّانی طاعات کی نئی زندگی اپنے اندر حاصل کرتے ہین ناقص الحالت مسلمانون کو اُنسے کچہہ نسبت نہین

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی پر ٹہوکر کہائی کہ یہہ شخص تو کہتا تہا کہ فرعون پر عذاب نازل ہوگا سو اُسپر تو کچہہ عذاب نازل نہ ہوا وہ عذاب تو ہم پر ہی پڑا کہ اِس سے پہلے صرف آدہے دن ہم سے مشقت لیجاتی تہی اور اب سارا دن محنت کرنے کا حکم ہوگیا۔ خوب نجات ہوئی حالانکہ یہہ دوہری محنت اور مشقت ابتلا کے طور پر یہودیون پر ابتدا مین نازل ہوئی تہی اور انجام کار فرعون کی ہلاکت مقدر تہی مگر اُن بیوقوفون اور شتاب کارون نے ۲ تہہ برسون جبتی نہ دیکہہ کر اُسی وقت حضرت موسیٰ کو جہٹلانا شروع کردیا اور بدظنی مین پڑگئے اور کہا کہ اے موسیٰ و ہارون جو کچہہ تمنے ہم سے کیا خدا تم سے کرے۔ پہر یہودا اسکریوتی کی نادانی اور شتابکاری دیکہنی چاہئے کہ اُس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیون کے سمجہنے مین نہایت سخت ٹہوکر کہائی اور خیال کیا کہ یہہ شخص بادشاہ ہوجانے کا دعویٰ کرتا تہا اور ہمین بڑے بڑے مراتب تک پہنچاتا تہا مگر یہہ ساری باتین جہوٹہہ نکلین اور کوئی پیشگوئی اُسکی سچی نہ ہوئی بلکہ فقر و فاقہ مین ہم لوگ مر رہے ہین بہتر ہے کہ اِسکے دشمنون سے ملکر بیٹ بہرین سو اُسکی جہالت اُسکی ہلاکت کا موجب ہوئی حضرت مسیح علیہ السلام کی پیشگوئیان اپنے وقتون مین پوری ہوگئین سو نبیون کا ان نادان مکذبین کی تکذیب سے کیا نقصان ہوا۔ حیکا اب بہی اندیشہ کیا جائے اور اُس اندیشہ سے خدا تعالیٰ کی پاک کارروائی کو بند کیا جائے یقیناً سمجہنا چاہئے کہ جو لوگ مسلمان کہلاکر اور کلمہ گو ہوکر جلدی سے اپنے دل مین وساوس کا ذخیرہ اکٹہا کرلیتے ہین وہ انجام کار اُسی طرح رسوا اور ذلیل ہونے والے ہین جس طرح نالایق اور کج فہم یہودی اور یہودا اسکریوتی رسوا اور ذلیل ہوئے فتدبروا یا اولوالالباب۔ منہ

ہوتی پھر کافر اور فاسق کو اُن سے کیا نسبت ہو۔ اُنکی یہہ کاملیت اُنکی صحبت مین رہنے سے طالب حق پر کہلتی ہے اسی غرض سے مین نے اتمام صحبت کے لئے مختلف فرقون کے سرگروہون کی طرف اشتہارات بہیجے تہے اور خط لکہے تہے کہ وہ میرے اِس دعوی کی آزمائش کرین اگر اُنکو سچائی کی طلب ہوتی تو وہ صدق قدم سے حاضر ہوتے سو اُن مین سے کوئی ایک بہی بصدق قدم حاضر نہ ہوا بلکہ جب کوئی پیش گوئی ظہور مین آتی رہی اُسپر خاک ڈالنے کے لئے کوشش کرتے رہے اب اگر ہمارے علما کو اِس حقیقت کے قبول کرنے اور ماننے مین کچہہ تامل ہے تو غیرون کے بلانے کی کیا ضرورت پہلے یہی ہمارے احباب جن مین سے بعض فاضل اور عالم بہی ہین۔ آزمائش کرلین اور صدق اور صبر سے کچہہ مدّت میری صحبت مین رہ کر حقیقت حال سے واقف ہوجائین پھر اگر یہہ دعوی اِس عاجز کا راستی سے معرّا نکلے تو انہین کے ہاتہہ پر مین توبہ کرونگا ورنہ امید رکہتا ہون کہ خدا تعالی اُنکے دلون پر توبہ اور رجوع کا دروازہ کہولدیگا اور اگر وہ میری اِس تحریر کے شایع ہونے کے بعد میرے دعاوی کی آزمائش کرکے اپنی رائے کو بہ پایہ صداقت پہنچاوین تو اُنکی ناصحانہ تحریرون کے کچہہ معنے ہونگے اسوقت تک تو اُسکے کچہہ بہی معنے نہین بلکہ اُنکی محجوبانہ حالت قابل رحم ہے مین خوب جانتا ہون کہ آجکل کے عقلی خیالات کے پرزور بخارات نے ہمارے علماء کے دلون کو بہی کسیقدر دبا لیا ہے کیونکہ وہ ضرورت سے زیادہ انہین خیالات پر زور دے رہے ہین اور تکمیل دین و ایمان کے لئے انہین کو کافی و افی خیال کرتے ہین اور ناجائز اور ناگوار پیرایون مین روحانی برکات کی تحقیر کر رہے ہین اور مین خیال کرتا ہون کہ یہہ تحقیر تکلف سے نہین کرتے بلکہ فی الواقع اُنکے دلون مین ایسا ہی جم گیا ہے اور اُنکی فطرتی کمزوری اِس نزلہ کو قبول کرگئی ہے کیونکہ اُنکے اندر حقانی روشنی کی چمک نہایت ہی کم اور خشک لفاظی بہت سی بہری ہوئی ہے اور اپنی رائے کو اِسقدر صایب خیال کرتے اور اُسکی تائید مین زور دیتے ہین کہ اگر ممکن ہو تو روشنی حاصل کرنون والون کو بہی اُس تاریکی کی طرف کہینچ لاوین۔ اِن علماء کو اسلام کی فتح صوری کی طرف تو ضرور خیال

ہے مگر جن باتون مین اسلام کی فتح حقیقی ہے اُن سے بیخبر ہین۔

اِسلام کی فتح حقیقی اِسمین ہے کہ جیسے اسلام کے لفظ کا مفہوم ہے اُسی طرح ہم اپنا تمام وجود خداتعالی کے حوالہ کردین اور اپنے نفس اور اُسکے جذبات سے بکلی خالی ہوجائین اور کوئی بُت ہوا اور ارادہ اور مخلوق پرستی کا ہماری راہ مین نہ رہے اور بکلی مرضیات الہیہ مین محو ہوجائین اور بعد اِس فنا کے وہ بقا ہمکو حاصل ہوجائے جو ہماری بصیرت کو ایک دوسرا رنگ بخشے اور ہماری معرفت کو ایک نئی نورانیت عطا کرے اور ہماری محبت مین ایک جدید جوش پیدا کرے اور ہم ایک نئے آدمی ہوجائین اور ہمارا وہ قدیم خدا بھی ہمارے لئے ایک نیا خدا ہوجائے یہی فتح حقیقی ہے جسکے کئی شعبون مین سے ایک شعبہ مکالمات الہیہ بھی ہین اگر یہہ فتح اِس زمانہ مین مسلمانون کو حاصل نہ ہوئی تو مجرد عقلی فتح اُنہین کسی منزل تک پہنچا نہین سکتی۔ مین یقین رکھتا ہون کہ اِس فتح کے دن نزدیک ہین خداتعالی اپنی طرف سے یہہ روشنی پیدا کریگا اور اپنے ضعیف بندون کا آمرزگار ہوگا۔

تبلیغ

مین اِس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانون کو خصوصاً پہنچاتا ہون کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہین وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھہ سے بیعت کرین پس جو لوگ اپنے نفسون مین کسیقدر یہہ طاقت پاتے ہین اُنہین لازم ہے کہ میری طرف آدین کہ مین اُنکا غمخوار ہونگا اور اُنکا بار ہلکا کرنیکے لئے کوشش کرونگا اور خداتعالی میری دعا اور میری توجہہ مین اُنکے لئے برکت دیگا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان طیار ہونگے یہہ ربانی حکم ہے جو آج مین نے پہنچا دیا ہے اِس بارہ مین عربی الہام یہہ ہے۔ اذا عزمت فتوکل علی اللہ واصنع الفلک باعیننا ووحینا۔ الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔

المبلّغ خاکسار
غلام احمد عفی عنہ
(یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

مطبوعہ ریاض ہند امرتسر